مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج۔کویت

بامیان کے بت

بامیان میں دو ہزار سال پرانے تاریخی مجسموں کو مسمار کرنے کا طالبانی فیصلہ ایک راست اقدام ہے جو اسلام کی روح کے عین مطابق اور منشائے الٰہی کی عملی تعمیل کا مظہر ہے۔اسلام میں جس طرح بت پرستی ممنوع ہے اسی طرح بت تراشی اور مجسمہ سازی کی قطعی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ اسلام نے نہ صرف شرک وغیر الٰہیت کے تمام راستوں پر بند باندھنے کا حکم دیا ہے بلکہ شرک کے تمام اسباب وذرائع کو بھی مکمل طور پر مٹانے کا درس دیا ہے۔اس تاریخی حقیقت کو کون نہیں جانتا کہ مجسمے اور بت گمراہی اور غیر اللہ کی جھوٹی خدائی کی علامت اور مظہر رہے ہیں اور آج بھی دنیا میں بعض گمراہ قومیں ان کو پوجتی ہیں اور ان کے تقدس کی قائل ہیں اور متعدد عبا داتی عنوانات سے ان کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتی ہیں۔چنانچہ طالبان کی اسلامی حکومت نے اپنی ہی سرزمین پر اپنے عقیدے وایمان کی روشنی میں جھوٹی خدائی کے مظاہر مجسموں کو گرا کر نہ تو کوئی جرم کیا ہے اور نہ ہی کسی کی انفرادی یا اجتماعی حق تلفی کی ہے جس پر دنیا بھر میں ایک بھیڑ چال کی طرح واویلا مچا ہوا ہے۔

طالبان کے فیصلے کے خلاف عالمی ردعمل کی جو صورت حال سامنے آئی ہے وہ مذہبی سے زیادہ سیاسی نفسیات کی عکاسی کرتی ہے۔بدھ مت کے پیروکاروں کا احتجاج کو قابل فہم ہے۔جس کا دائرہ عالمی مناظر میں نہایت محدود ہے لیکن عالمی سیاسی حلقوں کا آپے سے باہر ہونا اور حکومتی سطح پر سفارتی دباؤ کی شدت کو بروئے کار لانا کسی بھی منطقی اور قانونی دلیل سے عاری ہے اور اس مخالفت کی روایت طالبان دشمنی کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں جس کا مقصد کسی نہ کسی حیلے اور بہانے سے طالبان کا عرصہ حیات تنگ کرنا ہے۔عالمی ضمیر کشمیر، بوسنیا، فلسطین۔چیچنیا میں روزانہ بے گناہ انسانوں کے بہیمانہ قتل اور ان پر وحشیانہ مظالم کی روک تھام کیلئے کبھی اس شدت سے متحرک نہیں ہوا جس طرح بے جان بتوں کیلئے طالبان کے خلاف محاذ آرا ہوا ہے اور اقوام متحدہ نے اس سلسلے میں قرارداد پاس کرنے میں ذرا بھی تاخیر نہیں کی جبکہ اسی ادارے نے زندہ انسانیت کے خلاف ظالمانہ خونریزی کو لفظی مذمت کے لائق بھی نہیں سمجھا صرف اسلئے کہ یہاں مسلمانوں کا خون بہہ رہا تھا اور بت توڑنے والے طالبان بھی مسلمان تھے یہ دوغلہ اور منافقانہ طرز عمل اسلام کے خلاف ان عالمی بت پرستوں کی شقی القلبی اور مسلم کشی کے درپردہ ناپاک عزائم کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔افسوس ہے اس ادارے اور اسکی یک طرفہ قراردادوں کی حمایت کرنے والوں کی منافقت اور بے ضمیری پر عالم اسلام سے کوئی احتجاج نہیں اٹھا اور نہ کوئی مذمتی رویہ دیکھنے میں آیا بلکہ الٹا اپنوں نے بھی طالبان کے بت شکنی کے فیصلے کو ہدف تنقید بناتے ہوئے اسے غیر اسلامی عمل قرار دیا گویا حق پرستی کے جرأت مندانہ موقف کے بجائے مصلحت کوشی کی راہ اختیار کی گئی۔ایسے معذرت خواہانہ طرز عمل سے عالمی سطح پر اپنے اسلامی تشخص کا کس طرح دفاع کیا جا سکتا ہے۔اسلام دشمن باطل قوتیں ہماری انہی کمزوریوں کی وجہ سے زبردستی اپنے فیصلے ہم پر ٹھونستی ہیں اور ہمیں بے بس ہوکر ان کے آگے جھکنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔بے سروسامان

طالبان اپنی دینی حمیت اور ایمانی قوت کے بل بوتے پر عالم باطل کے اسلام دشمن فیصلوں کے آگے سرنگوں ہونے سے برملا انکار کرتے ہیں اور کسی مصلحت کو اپنی حق پرستی کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیتے لیکن افسوس ہے ہر جائز موقع پر انہیں تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے، اور وہ اپنے اور اپنے دین کے تحفظ کی جنگ پورے عالم باطل سے تنہا لڑ رہے ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے بعض دانشوروں نے بھی طالبان کے بت شکنی کے فیصلے کو ہدف تنقید بناتے ہوئے اسے غیر اسلامی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور انہی دلائل کا سہارا لیا ہے جو اغیار نے اس سلسلہ میں پیش کیے ہیں یہ دلائل اغیار کے مفاداتی موقف کی تو ترجمانی کرتے ہیں لیکن اسلام کی روح اور مزاج سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ان کے نقطہ ہائے نظر کی اجمالی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ بامیان میں مجسموں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لہٰذا وہ بت تھے ہی نہیں کہ انہیں مسمار کیا جاتا۔

۲۔ مجسمے انسانی آرٹ (Artefacts) کے نادر نمونے تھے جن کا محفوظ رکھنا ضروری تھا۔

۳۔ ان مجسموں کی بدھ مت کے پیروکاروں کے نزدیک مذہبی عقیدت اور اہمیت تھی لہذا ان کا گرانا مذہبی رواداری کے خلاف تھا جو غیر اسلامی عمل ہے۔

۴۔ وہ بنی نوع انسان کی تاریخ کا اجتماعی ورثہ ہونے کی وجہ سے عالمی ملکیت کا حصہ تھے طالبان نے پوری انسانیت کے اجتماعی حق کی خلاف ورزی کی۔

۵۔ وہ انسانی تاریخ کے ایک خاص دور کی ثقافت کا مظہر تھے طالبان اصولیات تاریخ کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے۔

۶۔ طالبان کے عمل سے اسلام کا امیج متاثر ہوا۔

۷۔ طالبانی اقدام کے ردعمل میں دنیا بھر میں اسلامی ثقافتی ورثے کا تحفظ خطرے میں پڑ گیا۔

۸۔ جو مجسمے دو ہزار سال کے مختلف ادوار میں نہیں گرائے گئے یکا یک ان کے مسمار کرنے کا جواز کیسے پیدا ہو گیا۔

طالبان کے اقدام کے مقابلے میں ان دلائل کی حقیقت محض سطحی ہے جس میں زیادہ تر جذباتیت کا عنصر نمایاں ہے اور پورے سیمنار کو سیاسی رنگ دے کر طالبان کشی کیلئے مہم جوئی اختیار کی گئی ہے وگرنہ اگر خالص اسلامی نقطہ نظر سے ان دلائل کا تجزیہ کیا جاتا تو طالبان کے اقدام کے بارے میں ہمارے اپنے دانشور اغیار کی ہمنوائی نہ کرتے۔

اب ہم ان دلائل کا فرداً فرداً جائزہ لیں گے تا کہ ان کے بارے اسلامی نقطہ نظر واضح ہو سکے جس کی بنیاد پر طالبان نے مجسموں کو مسمار کرنے کا فیصلہ کیا:

۱۔ بامیان میں بدھا کے مجسموں کی پوجا نہ ہونا ہی ان کے انہدام کا جواز ہے اگر وہ مجسمے بدھ مت کے پیروکاروں کی عبادت گاہ میں ہوتے جہاں انکی باقاعدہ پرستش ہو رہی ہوتی تو ان کا گرایا جانا اسلامی رواداری کے منافی ہوتا لیکن بامیان میں نہ بدھسٹ (Buddists) ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی باقاعدہ عبادت گاہ ہے لہذا ایک اسلامی ملک میں بدھا مجسموں کے وجود

کا کوئی اسلامی جواز نہیں کیونکہ بدھسٹ کے نزدیک بدھا کے مجسمے معبود کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسلام میں کسی جھوٹے معبود اور اسکے کسی علامتی وجود کو قائم رکھنے کی گنجائش نہیں۔

۲۔انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں مجسمے بنانے والے کسی قسم کے تصور آرٹ سے نا آشنا تھے انہوں نے شخصیات کے بت محض عقیدت اور پرستش کیلئے بنائے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے انکی جھوٹی خدائیاں قائم کیں۔انہی خدائیوں کو ختم کرنے اور ان کے نقوش وعلامات مٹانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری رکھا اور ہر دور میں بت تہ و بالا کیے گئے۔اور بت پرستوں کی خدائیاں نابود کی گئیں۔انبیاؤرسل کی پوری تاریخ بت شکنی پر محیط ہے یہی مشنِ انبیاء رہا ہے یہی سنت ابراہیمی ہے۔ہادئ کل ختم رسول ﷺ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے بتوں کو توڑ کر خانہ کعبہ کو پاک کیا ان میں بیش قیمت بت بھی تھے نام نہاد آرٹ کے ان قیمتی نمونوں کو اگر بطور یادگار محفوظ رکھنا منشاء الٰہی ہوتا تو نبی کریم ﷺ بعض لوگوں کی درخواست پر کچھ بتوں کو باقی رکھنے پر رضا مند ہو جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا کیونکہ اسلام باطل آرٹ کے ہر تاریخی نشان کو مٹا کر توحید الٰہی کے نقوش ثبت کرنے کا دین ہے۔لہٰذا نبی کریم ﷺ کے حتمی عمل کی زندہ مثال کی موجودگی میں طالبان سے بامیانی مجسموں کو بطور آرٹ محفوظ رکھنے کی توقع رکھنا محض ایک شیطانی وسوسہ ہے۔

۳۔افغانستان میں مکمل طور پر اسلام کی عملداری ہے وہاں بامیانی بتوں کے پجاریوں کا کوئی وجود نہیں لہٰذا طالبان کسی سے مذہبی رواداری کے عملی اظہار کے طور پران بتوں کے گرانے کا فیصلہ نہ کرتے؟ اسلام صرف اپنی عملداری میں دیگر مذاہب کے مذہبی، معاشرتی، سماجی، معاشی اور سیاسی حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہے اپنی عملداری سے باہر وہ کسی بھی باطل عقیدے اور عمل کے ساتھ مذہبی رواداری کے نام پر کسی قسم کے سمجھوتہ (Compromise) کا پابند نہیں اپنی سرزمین پر جھوٹی خدائیوں کے نقوش وعلامات کی موجودگی کا کوئی اسلامی جواز نہیں تھا طالبان اپنے عقیدے کی روشنی میں اسلامی اصولوں کے پابند تھے اپنی سرزمین کے باہر بدھ مت کے پیروکاروں کی مشرکانہ عقیدت کے ہرگز مکلّف نہیں تھے۔

۴۔بامیان کے مجسمے صرف افغانستان کی ملکیت تھے جو دو ہزار سال قبل مقامی باشندوں ہی نے بنائے تھے لہٰذا ان کی عالمی ملکیت یا عالمی ورثہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حکومتِ طالبان نے مملکت افغانستان کے مذہب اور عقیدے کی روشنی میں ان مجسموں کو گرا کر اپنے آزادانہ حق کا استعمال کیا اور اپنے ملک کے باہر کسی کے انفرادی یا اجتماعی حق کی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ باہر والوں نے آزاد وخود مختار مملکت افغانستان کے داخلی معاملات میں بلا جواز اور ناجائز مداخلت کر کے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی۔

۵۔اسلام ہر فرد کی انفرادی اور بنی نوع انسان کی اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور ہر آن اس کی مکمل حاکمیت اعلیٰ قائم کرنے کا علمبردار ہے یہ انسان کی انفرادی واجتماعی خواہشات کو منشائے الٰہی کے تابع کرنے کا مطالبہ کرتا ہے وہ حق وباطل میں ایک واضح امتیاز قائم کرتا ہے اور اہلِ باطل کی کسی روش کو اپنائے یا اسے تحفظ وفروغ دینے

کی اجازت نہیں دیتا بالخصوص جس کا تعلق عقیدہ و عبادت یا شناخت و پہچان سے ہو اس میں کسی قسم کے معذرت خواہانہ رویئے یا مصلحت کوشی کی گنجائش نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث اس باب میں واضح ہیں قرآن کریم میں بھی اہل ایمان پر واضح کیا گیا ہے کہ وہ دین (اسلام) میں مکمل طور پر داخل ہوں۔ یہاں کچھ ادھر اور کچھ ادھر کی دوئی ہرگز قابل قبول نہیں۔ دوئی کے ہر نقش و علامت کو مٹا کر ہر دینِ باطل پر غلبہ حاصل کرنا اسلام کا مزاج اور تقاضا ہے چنانچہ اسلام کسی ثقافتِ باطلہ کو قبول نہیں کرتا بلکہ وہ شرک اور فسق و فجور سے جنم لینے والی ثقافت کو جاہلیت قرار دے کر مٹانے کا مطالبہ کرتا ہے یہاں ثقافت باطلہ کو بطور تاریخ محفوظ کرنے کا کوئی تصور نہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں گمراہ قوموں کے طریق و اطوار (ثقافت) کو انکی تباہی و ہلاکت کا سبب قرار دیا ہے اور ان کے تمام ثقافتی نشانات کو ملیا میٹ کر کے انہیں سامان عبرت بنا دیا ہے۔ جاہلیت کی مغضوب ثقافت اہل ایمان کیلئے نہ قابلِ توجہ ہے نہ قابلِ فخر اہل باطل کے نزدیک بامیان کے بت اس دورِ خاص کی ثقافت کا مظہر ہوں لیکن ہمارے نزدیک وہ سرکش قوم کی ربِ کائنات کی کبریائی و یکتائی کے خلاف بغاوت کی منہ چڑاتی تصویریں تھے جن کا گرانا آئینِ الٰہی سے وفاداری کا متقاضی تھا لہٰذا طالبان نے اپنے دینی فریضہ کی تکمیل کر کے ایک نئی تاریخ رقم کی اگر مجسمہ سازی اور بت پرستی کی ایک قدیم تاریخ ہے تو بت شکنی کی بھی اتنی ہی پرانی تاریخ ہے اور طالبان نے عہد جدید میں اس میں نیا اضافہ کر کے قدیم تاریخ کو زندہ کیا ان کا عمل عین تاریخ اور تاریخی اصول و تقاضا کے عین مطابق ہے۔

۶۔ دشمنانِ اسلام سے اسلام اور اہل اسلام کیلئے خیر خواہی کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اسلام اہلِ باطل کی کسی ڈکٹیشن (Dictation) کا پابند نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا پسند کردہ دین ہے جس کا عملی امیج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر قائم فرمایا کیا اس امیج کو کل اور آج کے کفار و مشرکین نے قبول کیا؟ کیا کفار و مشرکین کے نزدیک اسلام کا کوئی ایسا امیج ہے جو ان کیلئے قابلِ قبول ہو؟ جب من حیث کل اسلام اہل باطل کیلئے قابلِ قبول ہی نہیں اور ان کی اسلام سے دشمنی ختم ہونیوالی ہی نہیں تو پھر اسلام کے امیج کے متاثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہم اپنے دانشوروں سے پوچھتے ہیں کہ کیا اسلام اور اہلِ اسلام اور طالبان اہل باطل کی خواہشات کا دم چھلہ بن کر ہی اپنے امیج کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار فرمایا ہے کہ حق اٹل اور غیر متبدل ہے کفار و مشرکین کو اگر برا لگتا ہے تو لگے معلوم نہیں دانشور حضرات اسلام کی حقانیت پر اپنے یقینِ کامل کے ساتھ اسلام کے تقاضوں کا منطقی دفاع کرنے کے بجائے استدلالات باطلہ سے مرعوب ہو کر معذرت خواہانہ رویّہ کیوں اختیار کر لیتے ہیں۔ اسلام کا امیج اٹل ہے وہ انشاء اللہ کفار و مشرکین کی خواہشات سے متاثر ہونے والا نہیں۔

۷۔ طالبانی اقدام سے پہلے بھی اسلامی ثقافتی ورثہ مختلف ادوار میں خطرات کا شکار رہا ہے اس کی تازہ مثال بابری مسجد کی شہادت اور دیگر مساجد کے خلاف ہندوؤں کے دھمکی آمیز رویّہ کی موجودگی ہے اس کے محرکات سیاسی ہیں

جنہیں مذہبی رنگ کی آڑ میں ہوا دی گئی ہے (Exploitation) یہاں تو کوئی طالبانی عنصر موجود نہیں تھا اس سے قبل سپین میں وسیع پیمانے پر صدیوں پر محیط اسلامی ثقافت و ورثہ کو تہہ بالا کیا گیا تھا انقلاب روس کے نتیجہ میں وسطی ایشیا کی اسلامی ریاستوں میں یہی کہانی دہرائی گئی تھی اور بھی کئی متفرق واقعات ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اسلامی ورثہ کی تباہی کے خلاف عالمی ردِّعمل اتنا شدید کیوں نہیں تھا جس قدر بامیان کے بتوں کے سلسلے میں طالبان کے خلاف دیکھنے میں آیا ہے یہ اسلام اور طالبان کے خلاف تعصب و منافقت کی بدترین مثال ہے۔

جہاں تک ردِّعمل کا سوال ہے یہ ذہن نشین رہے کہ حق و باطل کے ٹکراؤ کا سلسلہ ازل سے جاری ہے اور یہ آئندہ بھی رکنے والا نہیں ردِّعمل کے خوف سے اگر جدوجہد حق میں کوئی کمی واقع ہوتی تو اسلامی تاریخ بہت مختصر ہوتی لہٰذا ردِّعمل کی سوچ مجہولیت پن کے سوا کچھ نہیں۔

دوسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ اسلام اپنی عملداری میں اقلیتی مذاہب کے پیروکاروں کی عبادت گاہوں یا ان کے ثقافتی ورثہ کو تباہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی یہ قبول کرتا ہے کہ دوسروں کی عملداری میں اسکی عبادت گاہوں اور ثقافتی ورثہ کو تباہ کیا جائے بلکہ وہ اس سلسلہ میں مزاحمت کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ بامیان میں بدھ مت کے مجسمے اور ثقافتی آثار کو اسلام کی رو سے گرانے کا جواز اسلئے تھا کہ یہاں بلکہ پورے افغانستان میں بدھسٹ پجاریوں کا کوئی وجود ہی نہیں تھا جن کیلئے ان کے مذہبی آثار کو محفوظ رکھا جاتا۔

۸۔ اگر مجسمے دو ہزار سال سے نہیں گرائے گئے تو اب کیوں ان کے گرانے کا فیصلہ کیا گیا؟ جب مجسموں کے گرانے کا اسلامی جواز موجود ہے تو وہ کسی وقت بھی گرائے جا سکتے تھے۔ صحیح کام جب بھی سرانجام دیا جائیگا وہ صحیح ہی کہلائیگا پہلے ایسا کیوں نہیں ہوا وہ ان مجسموں کے گرانے کی صحتِ جواز کو متاثر نہیں کرتا ہم طالبان کے فیصلہ کو جرأت مندانہ اور مجاہدانہ اقدام قرار دیتے ہوئے انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور اپنے مضمون کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ پر ختم کرتے ہیں ''میں زمانہ جاہلیت کی رسومات اور بتوں کو توڑنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔'' مشرکانہ آرٹ اور جاہلانہ ثقافت کو محفوظ رکھنے کیلئے بحث کرنے والوں کو اس حدیث کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

دعاء صحت

مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے سالار اور بزرگ احرار کارکن محترم سالار عبدالعزیز صاحب طویل عرصہ سے علیل ہیں چیچہ وطنی سے ہمارے کرم فرما اور رفیقِ فکر محترم شیخ محمد رفیق صاحب کے والد ماجد شیخ فضل کریم صاحب ان دنوں شدید علیل ہیں اور سروسز ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج ہیں۔

احباب ان مہربانوں کے لئے اور تمام مریضوں کی شفاء یابی کے لئے دعاء فرمائیں۔